اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN

ایڈیٹر:- غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵۱

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ...

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ...

نمبر ۱۲۹ | ۱۴ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۹ اپریل ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ۲۵-اپریل مغرب کے قریب بذریعہ موٹر لاہور سے تشریف لائے اور ۲۶ اپریل ۴ بجے بعد دوپہر پھر واپس تشریف لے گئے۔ حضور کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے ؛

صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ کے متعلق ۲۵ اپریل کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ انہیں پہلے سے بہت افاقہ ہے۔ اور بخار اور درد دونوں سے آرام ہے۔ احباب دُعا جاری رکھیں۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ۲۵ اپریل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہمراہ لاہور سے واپس آئے۔ اور ۲۶ کو حضور کے ارشاد کے ماتحت جموں تشریف لے گئے ؛

۲۴ اپریل بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ذکر حبیب پر تقریر کی

۲۶ اپریل مقدمہ بہاولپور کے لئے جس کی تاریخ پیشی ۲۸ اپریل ہے مولوی جلال الدین صاحب شمس روانہ ہوئے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رؤیا- اور الہام پر مدار صلاحیت نہیں رکھنا چاہئیے

(فرمودہ ۲۸-اپریل ۱۹۰۴ء)

الرؤیا انا کذالک نجزی المحسنین۔ یہ بات ہے جو انسان کو حاصل کرنی چاہئیے۔ اگر یہ پیدا نہ ہو۔ تو پھر رؤیا و الہام سے کیا فائدہ مومن کی نظر ہمیشہ اعمال صالحہ پر ہوتی ہے۔ اگر اعمال صالحہ پر نظر نہ ہو۔ تو اندیشہ ہے۔ کہ وہ مکر اللہ کے نیچے آ جائے گا۔ ہم کو تو چاہئیے۔ کہ اللہ تعالےٰ کو راضی کریں۔ اور اس کے لئے ضرورت ہے اخلاص کی۔ صدق و وفا کی۔ نہ یہ کہ قیل و قال تک ہی ہماری ہمت و کوشش محدود ہو جب ہم اللہ تعالےٰ کو راضی کرتے ہیں۔ تو پھر اللہ تعالےٰ بھی برکت دیتا ہے۔ اور اپنے فیوض و برکات کے دروازے کھولدیتا ہے۔ اور رؤیا اور وحی کو القاء شیطانی سے پاک کر دیتا ہے اور اضغاث احلام سے بچا لیتا ہے۔ پس اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہئیے۔ کہ رؤیا اور الہام پر مدار صلاحیت نہیں رکھنا چاہئیے بہت سے آدمی دیکھے گئے ہیں۔ کہ ان کو رؤیا اور الہام ہوتے رہے لیکن انجام اچھا نہیں ہوا جو اعمال صالحہ کی صلاحیت پر موقوف ہے۔ اس تنگ دروازہ سے جو صدق و وفا کا دروازہ ہے۔ گزرنا آسان نہیں۔ ہم کبھی ان باتوں سے فخر نہیں کر سکتے۔ کہ رؤیا۔ یا الہام ہونے لگے۔ اصل مقصد اور غرض اللہ تعالےٰ کے ساتھ سچا اور بے ریا تعلق۔ اخلاص اور وفاداری ہے۔ جو نرے خوابوں سے پوری نہیں ہو سکتی۔ اللہ سے کبھی بجز نہیں ہونا چاہئیے۔ جہانتک ہو سکے۔ صدق و اخلاص۔ ترک یا ترک منہیات میں ترقی کرنی چاہئیے۔ اور مطالعہ کرتے رہو کہ ان باتوں پر کس حد تک قائم ہو۔ اگر یہ باتیں نہیں ہیں۔ تو پھر خوابات اور الہامات بھی کچھ فائدہ نہیں دینگے۔ بلکہ صوفیوں نے لکھا ہے۔ کہ اوائل سلوک میں جو رؤیا یا وحی ہو۔ اس پر توجہ نہیں کرنی چاہئیے۔ وہ اکثر اوقات اس راہ میں روک ہو جاتی ہے۔ انسان کی اپنی خوبی تو اس میں کوئی نہیں۔ کیونکہ یہ تو اللہ تعالےٰ کا فعل ہے۔ جو وہ کسی کو کوئی اچھا خواب دکھائے۔ یا کوئی الہام کرے۔ اس نے کیا کیا۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت وحی ہوا کرتی تھی۔ لیکن اس کا کہیں ذکر بھی نہیں کیا گیا۔ کہ اس کو یہ الہام ہوا۔ یہ وحی ہوئی۔ بلکہ ذکر اگر کیا ہے۔ تو اس بات کا کیا۔ کہ ابراھیم الذی وفّٰی وہ ابراہیم جس نے وفاداری کا کامل نمونہ دکھایا۔ یا یہ کہ یا ابراھیم قد صدقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغی رپورٹیں

مختلف مقامات پر آریوں سے مقابلہ

زیرہ

آریہ سماج زیرہ نے اپنے سالانہ جلسہ پر یکم مارچ ۱۹۳۴ء کو ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی۔ جس میں جماعت احمدیہ کو بھی دعوت دی۔ مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل نے باوجود قلت وقت کے "مجھے میرا مذہب کیوں پیارا ہے" کے موضوع پر مضمون تیار کر کے پڑھا۔ جو بہت پسند کیا گیا۔ رات کے آخری لیکچر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر آریوں نے اعتراض کئے۔ جوابات کے لئے وقت مانگا گیا۔ تو انکار کر دیا۔ آخری مولوی صاحب نے دوسرے روز ان کے جوابات دیئے۔ جن کو بہت پسند کیا گیا۔ خاکسار رفیق محمد

خوشاب

آریہ سماج خوشاب کے جلسہ سالانہ پر ایک آریہ مہاشہ شانتی پرکاش نے تقریر کرتے ہوئے حسب معمول اسلام پر اعتراضات کئے۔ جواب دینے کے لئے وقت طلب کیا گیا۔ تو پریزیڈنٹ صاحب نے کہا کہ ہم آپ کو وقت نہیں دیتے۔ اور نہ ہی مہاشہ شانتی پرکاش کو اس موضوع پر تقریر کرنے دیتے ہیں۔ اس پر شانتی پرکاش صاحب نے کہا کہ میں اسی پر تقریر کروں گا۔ مگر پریزیڈنٹ صاحب نے کہا۔ کہ اگر آپ موضوع تبدیل نہیں کر سکتے۔ تو بیٹھ جایئے۔ مہاشہ شانتی پرکاش صاحب بیٹھ گئے۔ دوسرے روز ہم نے اپنا جلسہ کیا۔ جس میں مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل نے آریہ مناظر کے اعتراضات کے جواب دیئے۔ اور بار بار چیلنج کرنے کے باوجود کوئی آریہ سامنے نہ آیا۔ خاکسار غلام یٰسین

کلاس والہ

۲۷ مارچ ۱۹۳۴ء آریہ سماج قصبہ کلاس والہ اور جماعت احمدیہ کھیوا کے درمیان آریہ سماج کے پنڈال میں مناظرہ ہوا۔ آریوں کی طرف سے شانتی پرکاش صاحب اور ہماری طرف سے مہاشہ محمد عمر صاحب مناظر تھے۔ مہاشہ صاحب نے ثابت کیا۔ کہ ویدوں کے بعد بھی الہام جاری ہے۔ اور قرآن شریف الہامی کتاب ہے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بھی ثبوت پیش کیا۔ آریہ مناظر کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔ پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔ کئی غیر احمدی و سناتنی ہندو ہماری فتح کے معترف ہیں۔ اور صاف کہہ رہے ہیں۔ کہ آریہ احمدیوں کے سوالات کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔ ۲۸۔ مارچ کو آریوں کی کانفرنس میں مہاشہ صاحب نے تقریر کی۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب تقریروں پر فائق رہی۔ خاکسار فضل کریم

دیپالپور

ایک آریہ مناظر نے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ اور احمدیت کے خلاف زہر اگلا۔ ہم نے اس کی تقریر کے بعد سوال وجواب کے لئے وقت مانگا۔ تو انکار کر دیا گیا۔ البتہ تاریخ پر مناظرہ کرنے کا چیلنج دیا۔ جو منظور کر لیا گیا۔ لیکن اگلے روز باوجودیکہ شرائط طے ہو چکے تھے۔ اپنی کمزوری کو محسوس کر کے پریزیڈنٹ آریہ سماج نے امیر جماعت احمدیہ کے مکان پر آکر چند معززین کے سامنے اپنا چیلنج واپس لے لیا۔ اور اس طرح اپنی شکست کا اعتراف کیا۔ خاکسار خورشید احمد۔

بقایا رقوم کی ادائگی کے متعلق ضروری اعلان

مالی سال جماعت احمدیہ کا ۳۰۔ اپریل کو ختم ہوتا ہے۔ امید قوی ہے۔ کہ کارکنانِ جماعت ہر قسم کے بقایاجات کل کے کل اختتام سال سے پہلے ادا کر دیں گے۔ تاکہ ان کے بجٹ سال آئندہ میں یہ بقائے شامل نہ ہوں۔ چونکہ ملازمت پیشہ احباب عموماً تنخواہ پر اپنے ہر قسم کے موجب ادا کر سکتے ہیں اس لئے ماہ اپریل میں جو وہ ادا کر سکتے تھے۔ وہ غالباً شروع ماہ میں ادا کر چکے ہیں۔ اور جب تک ان کو ماہ رواں یعنی ماہ اپریل کی تنخواہ جو یکم مئی کو یا اس کے بعد واجب الادا ہے۔ نہ ملے۔ تب تک ان سے کسی مزید ادائگی کی توقع نہیں کی جا سکتی اس لئے اگر ان کے لئے بھی بقایاجات کی ادائگی کی تاریخ آخر اپریل ہی رکھی جائے۔ تو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ان کا سال تب ہی ختم ہو گیا جب ان کو ماہ مارچ کی تنخواہ ملی تھی۔ چونکہ یہ امر ان کے حالات کے لحاظ سے مناسب نہیں۔ اور ضروری ہے۔ کہ ان کو اس سال کے بقایاجات اس سال کی آمد سے ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔ جو ان کے ہاتھ میں یکم مئی سے پہلے نہیں آسکتی۔ لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ۱۵۔ مئی تک بھی جو رقوم بابت سال ۱۹۳۴ء-۱۹۳۳ء دفتر محاسب انجمن احمدیہ قادیان میں موصول ہونگی۔ وہ سال رواں کے اندر ادا شدہ سمجھی جائیں گی۔ اور سال آئندہ میں بطور بقایا سال گزشتہ نہیں دکھلائی جائیں گی۔

نیز جملہ کارکنانِ جماعت ہائے احمدیہ مطلع رہیں۔ کہ اس تاریخ تک جو بھی رقوم ان کی طرف سے موصول ہونگی۔ اگر ان کی جماعت کے ذمہ کوئی بقایا ہوگا۔ تو وہ ادائیگی بقایا سال رواں میں محسوب ہوں گی۔ آئندہ سال کا بجٹ ان کو بعد میں پورا کرنا ہوگا۔

ناظر بیت المال۔ قادیان

اِمتحان کُتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بابت سنہ ۱۹۳۴ء

امسال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے امتحان میں سُرمہ چشم آریہ"۔ "چشمۂ مسیحی" اور "برکات الدعا" بطور نصاب مقرر کی گئی ہیں۔ امتحان مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۴ء بروز اتوار لیا جائے گا۔ ہماری جماعت کے احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس امتحان میں شامل ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ایک بیش بہا خزانہ ہیں۔ اور ایک ایسا زبردست ہتھیار جس کے آگے دنیا کا کوئی ہتھیار نہیں ٹھیر سکتا۔ پس احباب خود بھی شامل ہوں۔ اور دوسروں میں بھی اسکی تحریک فرمائیں سکرٹریان تعلیم و تربیت خصوصیت سے اس طرف توجہ فرمائیں شمولیت کی درخواستیں اواخر ستمبر تک دفتر ھذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔

ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان

کلاس والہ میں مناظرہ

۲۸-۲۹ اپریل ۱۹۳۴ء کو کلاس والہ میں اہل حدیث کا جلسہ ہے اور انہوں نے ہماری جماعت کو تبادلہ خیالات کے واسطے مدعو کیا ہے مناظرہ کا امکان ہے۔ دو مبلغین کے بھیجے جانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان۔

ضرورت

نظارت بیت المال کے لئے ایک انسپکٹر کی ضرورت ہے مخلص نوجوان۔ جو دنیاوی علوم کے علاوہ دینی علم بھی رکھتا ہو۔ وعظ و نصائح۔ اور تقریر بھی کر سکتا ہو۔ محنتی اور جفاکش ہو۔ جو دیہات میں پھر کر دورہ کر سکے۔ حسابات سے خوب واقف ہو۔

تنخواہ بیس۔ ایک۔ تیس تک۔ دورے کی حالت میں حسب قواعد سفر خرچ علیحدہ ملیگا۔

خواہشمند اپنی اپنی درخواست مع نقول سارٹیفکیٹ و تصدیق چال چلن امیر یا پریزیڈنٹ جماعت ۵ مئی ۱۹۳۴ء تک بنام چوہدری حقیر محمد خان صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس رہتک (معہ کمیشن دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان) بمقام رہتک بھیجدیں۔ (ناظر بیت المال۔ قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۴ محرم ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

"الفضل" کے دعوے کا ثبوت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بالآخرۃ ھم یوقنون کے معنی فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مولوی محمد علی صاحب کا ترجمۂ قرآن

چار ماہ سے بھی زائد عرصہ ہوا۔ ہم نے ایک مضمون لکھا تھا جس میں مولوی محمد علی صاحب کے اس ادعا کی بطالت ثابت کی تھی۔ جو اپنے انگریزی ترجمۂ قرآن کے متعلق وہ کرتے رہتے ہیں۔ اس ترجمۂ قرآن کے متعلق جسے انہوں نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت میں نہایت معقول ماہوار تنخواہ وصول کر کے کیا تھا۔ مگر جب وہ مکمل ہو گیا۔ تو دھوکہ دیکر اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ اور پھر اپنی ذاتی جائداد قرار دے کر اسے اپنی آمدنی کا ذریعہ بنا لیا۔ ہم نے اپنے مضمون میں یہ ثابت کرتے ہوئے کہ اس ترجمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ حقائق قرآن کریم۔ کی دیدہ دانستہ تردید کرنے سے مولوی صاحب نے دریغ نہیں کیا۔ چند مثالیں پیش کی تھیں۔ اور بتایا تھا۔ کہ اس ترجمہ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کا مصداق ہونا تو الگ رہا۔ جو اہل یورپ کے لئے قرآن کریم کی تفسیر لکھنے کے متعلق آپ نے فرمائی۔ اسے آپ کے کسی معتقد کا ترجمہ بھی نہیں قرار دیا جا سکتا

ہماری پیش کردہ ایک مثال

ان مثالوں میں سے ایک یہ تھی۔ کہ "حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورہ بقرہ کی آیت والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں تین وحیوں کا ذکر ہے۔ اول اس وحی کا ذکر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ دوسری وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی۔ اور تیسری وہ جو حضرت مسیح موعودؑ سے متعلق تھی۔ مگر مولوی صاحب اس تیسری وحی کے منکر ہیں"

"پیغام صلح" نے اپنے ۷ اپریل کے پرچہ میں یہ سطور نقل کر کے "الفضل" سے ایک درخواست کی۔ جو یہ ہے۔ کہ "کیا الفضل حضرت مسیح موعود کے قلم کی کوئی ایسی تحریر بتلا کر ہمیں ممنون کریگا۔ جس میں آپ نے ان خیالات کا اظہار کیا"

حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف مولوی محمد علی صاحب کے خیالات

ایک ہی رنگ کی تین مثالوں میں سے صرف ایک کے متعلق اس قسم کی "درخواست" کرنے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ باقی دو مثالیں جن کے متعلق "پیغام صلح" نے بالکل سکوت اختیار کیا۔ ایسی ہیں جن کی نسبت اسے معلوم ہے۔ کہ ان میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اور جس کے صریح خلاف مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمۂ قرآن میں خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلم کی تحریروں میں موجود ہے۔ پس اگر تیسری مثال کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کا مطالبہ کر کے "پیغام صلح" یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمۂ قرآن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی تحریر کے خلاف کوئی بات تحریر نہیں کی۔ اور وہ اس امر کے لئے تیار ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم کی کسی تحریر کے خلاف اپنے ترجمہ میں کچھ لکھا ہے۔ تو وہ اعلان کر دے گا۔ کہ ان کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کا مصداق نہیں بن سکتا جسے مولوی صاحب اٹھتے بیٹھتے اپنے ترجمہ پر چسپاں کرتے رہتے ہیں۔ اور نہ مولوی صاحب ایسی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معتقد کہلا سکتے ہیں۔ تو اس کے لئے وہ دو مثالیں ہی کافی ہیں۔ جو الفضل ۱۹ دسمبر ۱۹۳۲ء کے مضمون میں ہی ہم پیش کر چکے ہیں۔ اور جو یہ ہیں:-

"پیغام صلح" کی تسلیم کردہ مثالیں

(۱) "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بن باپ تسلیم کی ہے۔ اس کے متعلق زبردست دلائل پیش کئے ہیں۔ اور اس بات کو اپنے عقائد میں داخل کیا ہے۔ لیکن مولوی صاحب نے اپنے ترجمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش باپ کے ذریعہ بتائی ہے۔ اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی۔ کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقیدہ کے خلاف ہے"

(۲) دوسری مثال ہم نے یہ بیان کی تھی۔ کہ

"حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے۔ فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ او حرقوہ فانجاہ اللہ من النار۔ ان فی ذالک لآیات لقوم یومنون۔ اس آیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جب مخالفین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا۔ تو اللہ تعالے نے ان کو آگ کے اثر سے محفوظ رکھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ہی ڈالا قرار دیا ہے۔ حتی کہ اس ذکر میں فرمایا۔ کہ اگر کوئی دشمن مجھے آگ میں ڈالے۔ تو خدا تعالےٰ مجھے بھی آگ کے اثر سے بچائے گا لیکن مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعتقاد اس تحدی اور اس تصریح کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے سے انکار کیا ہے"

یہ دونوں مثالیں نہایت واضح ہیں۔ اور ان سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقائد کے صریح خلاف اپنے خیالات درج کئے ہیں۔ ان مثالوں کی صداقت کے انکار کی جب "پیغام صلح" کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اعلان کرے کہ مولوی محمد علی صاحب یہ دعوے کرنے میں قطعاً حق بجانب نہیں ہیں کہ انہوں نے جو ترجمہ قرآن انگریزی میں شائع کیا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا۔ "میں چاہتا ہوں۔ کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان (اہل یورپ) کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا۔ کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو سکیگا۔ جیسے مجھ سے یا اس سے جو میری شاخ ہے۔ اور مجھ ہی میں داخل ہے" نہ صرف یہی۔ بلکہ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صریح تحریروں کے خلاف دیدہ دانستہ اپنے خیالات درج کر کے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مخالف ثابت کر دیا ہے:۔

"پیغام صلح" کی ستم ظریفی

لیکن اگر "پیغام صلح" میں ان صریح اور خود تسلیم کردہ مثالوں کے باوجود اپنے "حضرت امیر" کے متعلق حق بات کہنے کی جرأت نہیں۔ اور وہ ان مثالوں کی موجودگی میں مولوی محمد علی صاحب کے نیچریانہ خیالات کو رد کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو پھر وہ کس منہ سے یہ مطالبہ کرتا ہے۔ کہ "الفضل حضرت مسیح موعودؑ کی کسی ایسی تحریر کا حوالہ دے جس میں حضورؑ نے بالآخرۃ ھم یوقنون سے اپنی وحی مرادلی ہو" یہ مطالبہ کرنے سے قبل "پیغام صلح" کو یہ ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی تحریر کے خلاف کسی شخص کی تحریر کو خواہ وہ مولوی محمد علی صا[illegible] کی تحریر کیوں نہ ہو۔ خرافات سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ اور اسے ٹھکرا دیتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنا فرض سمجھتا ہے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ اس نے ایک طرف تو ان واضح مثالوں کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ اور دوسری طرف ہم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی اور تحریر کا مطالبہ کر رہا ہے۔ "پیغام صلح" کی یہ ستم ظریفی ہماری سمجھ میں تو آ نہیں سکتی۔ اور نہ کوئی اور عقل و فکر رکھنے والا انسان اسے سمجھ سکتا ہے کیونکہ اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ جب کوئی ایسی تحریر پیش کر دی جائے جس سے یہ ثابت ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالاخرۃ ھم یوقنون سے اپنی وحی مراد لی ہے۔ تو اس کے ساتھ بھی "پیغام صلح" وہی ملحدانہ سلوک کرے گا۔ جو آپ کی دوسری تحریروں کے متعلق اس نے روا رکھا۔ اگر "پیغام صلح" کے نزدیک مولوی محمد علی صاحب کے خیالات کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کی کچھ بھی وقعت ہوتی۔ تو وہ ہم سے کسی اور تحریر کا مطالبہ کرنے کی بجائے انہی تحریروں کی رُو سے جنہیں وہ خود تسلیم کرتا ہے۔ مولوی صاحب کے متعلق باسانی فیصلہ کر سکتا تھا۔ اور ان کے انگریزی ترجمۂ قرآن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کے خلاف قرار دے سکتا تھا۔ لیکن اس طرف اس نے رُخ نہیں کیا جس سے ظاہر ہے۔ کہ اس کی نگاہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی تحریر۔ اور آپ کے کسی بیان کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اس صورت میں اس نے "الفضل" سے جو درخواست کی ہے۔ وہ بالکل بے معنی اور فضول ہے:۔

"پیغام صلح" سے ہمارا مطالبہ

اسی امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاف اور واضح ارشادات کے متعلق "پیغام صلح" کی ملحدانہ ذہنیت کے لحاظ سے ہم نے ضروری سمجھا تھا کہ اس سے صرف اتنی بات دریافت کریں۔ کہ

"اگر ہم اپنا دعوےٰ جو اس کے پیش کردہ الفاظ میں کیا گیا ہے لفظ بلفظ درست ثابت کر دیں۔ تو کیا وہ اعلان کر دے گا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمۂ قرآن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صریح خلاف اپنے خیالات درج کئے ہیں۔ جو کسی احمدی کے لئے قابل قبول نہیں ہیں۔ اگر نہیں۔ تو کیوں؟"

لیکن ہمارا اتنا عرض کرنا تہذیب و شرافت کے واحد اجارہ دار "پیغام صلح" کے نزدیک بہت بڑا جرم قرار پا گیا۔ اور اس نے اپنے ۲۳ اپریل کے پرچہ میں جہاں کسی سوال کا جواب دینے کے متعلق وہ اصل رقم فرما دیا جس پر نہ کبھی اس نے۔ اور نہ اس کے حضرت امیر نے عمل پیرا ہو کر اپنی شرافت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ وہاں اپنے خود ساختہ اصل کی خلاف ورزی کا "الفضل" کو مجرم قرار دے کر لکھا ہے۔ کہ "الفضل کا طرز عمل اس شریفانہ روش کے بالکل برعکس ہے۔" اس کے علاوہ اس نے اور بھی کئی فقرات میں اپنی اس "شریفانہ روش" کا اظہار کیا ہے۔ جو مدیر "پیغام" نے اسلام سے ارتداد اختیار کر کے دیستان دیانند میں سیکھی۔ اور جس کی تکمیل کے بعد اسے اپنے ہم خطرت لوگوں کے حلقہ میں داخل ہونے کا موقعہ مل گیا۔ مگر ہم اس کی اس روش کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے۔ اور اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ کہ "پیغام صلح" حسب معمول ہمارے سوال کا جواب دینے سے عاجز ہے۔ اور یہ عذر لنگ پیش کر رہا ہے کہ "ہم نے پہلے سوال کیا ہے۔ الفضل پہلے جواب دے اس کے بعد جس قدر چاہے۔ سوالات کرے۔" اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

"پیغام صلح" کی دیانتداری

لیکن اس سے قبل یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ "پیغام صلح" نے ہم سے ہمارے دعوے کا ثبوت طلب کرتے ہوئے "شریفانہ روش" اختیار کرنے کے علاوہ اپنی دیانتداری کا بھی ایسا مظاہرہ کیا ہے۔ جو اسی سے مخصوص ہے:۔

ہمارے جن الفاظ کی بناء پر اس نے اپنے سوال کی بنیاد رکھی۔ ان میں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی تحریر کا قطعاً ذکر نہیں کیا۔ بلکہ ہمارے الفاظ جنہیں "پیغام" خود سوال کرتے ہوئے پیش کر چکا ہے۔ یہ ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۂ بقرہ کی آیت والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون کے متعلق **فرمایا** ہے۔ کہ اس میں تین وحیوں کا ذکر ہے۔ اول اس وحی کا ذکر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ دوسری وہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی۔ اور تیسری وہ جو حضرت مسیح موعود سے متعلق تھی۔"

ان الفاظ کی بناء پر "پیغام صلح" کا ہم سے "حضرت مسیح موعودؑ کی کسی ایسی تحریر کا حوالہ" طلب کرنا سراسر بے ہودگی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ ہم نے ان الفاظ میں کہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی ایسی تحریر کا ذکر کیا ہے۔ کہ اس کا حوالہ پیش کریں۔ اور "پیغام" کو بتائیں۔ کہ یہ تحریر فلاں کتاب کے فلاں صفحہ پر درج ہے۔ ہم نے تو یہ لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ **فرمایا**۔ اور آپ کے فرمانے کا ثبوت ہم پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جو یہ ہے:۔

ہمارے دعوے کا ثبوت

رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء میں حسب ذیل بیان شائع ہو چکا ہے:۔

"حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی زندگی میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن حسب معمول نماز کے لئے مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ اور **فرمایا**۔ کہ آج میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ قرآن شریف کی وحی۔ اور اس پہلی وحی پر ایمان لانے کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے۔ ہماری وحی پر ایمان لانے کا ذکر کیوں نہیں؟ اسی امر پر توجہ کر رہا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بطور القاء کے یکایک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی۔ کہ آیت کریمہ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون میں تینوں وحیوں کا ذکر ہے۔ وما انزل الیک سے قرآن شریف کی وحی۔ اور وما انزل من قبلک سے انبیائے سابقین کی وحی۔ اور اٰخرۃ سے مراد مسیح موعودؑ کی وحی ہے۔ اٰخرۃ کے معنی ہیں پیچھے آنے والی۔ وہ پیچھے آنے والی چیز کیا ہے۔ سیاق کلام سے ظاہر ہے۔ کہ یہاں پیچھے آنے والی چیز سے مراد وہ وحی ہے۔ جو قرآن کریم کے بعد نازل ہوگی۔ کیونکہ اس سے پہلے دو وحیوں کا ذکر ہے۔ ایک وہ جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی۔ دوسری وہ جو آنحضرت صلعم سے قبل نازل ہوئی۔ تیسری وہ جو آپ کے بعد آنے والی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بہت دیر تک اسی مضمون پر بڑے زور سے گفتگو فرمائی۔ اور بڑے وثوق یقین کے ساتھ یہ ظاہر فرمایا۔ کہ بالاٰخرۃ ھم یوقنون میں ہماری ہی وحی کا ذکر ہے۔ میں نے اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو بھی اپنے درس میں یہی معنے فرماتے ہوئے سُنا ہے اور جب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمہ کا پہلا پارہ مجھے دیکھنے کے لئے دیا۔ تو اس وقت بھی میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے یہ معنے ان کو سنائے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ان کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کے ان معنوں کا پورا علم ہے۔ اس جگہ اس بات کا ذکر کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عادت تھی۔ کہ جب کوئی نیا انکشاف۔ یا نئی دلیل یا نشان ظاہر ہوتا۔ تو مسجد میں تشریف لاتے ہی اس کے متعلق بڑے زور سے تقریر شروع کر دیتے تھے۔ اس روز بھی اسی طرح ہوا۔ اور آپ نے اس دن اس مضمون پر اسی طریق سے گفتگو فرمائی۔ جیسا آپ کسی نئے انکشاف کے وقت پر تقریر فرمایا کرتے تھے۔ جس کو وہ بہت ہی ضروری خیال فرما کر اپنے خدام کو سنایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضور کی وہ تقریر اس وقت تک میرے دل میں میخ فولاد کی طرح گڑی ہوئی ہے۔ اور کبھی نہیں بھولی۔" (شیر علی - ۱۰ - اپریل ۱۹۱۵ء)

(باقی دیکھو۔ صفحہ ۹۔ کالم تین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زلزلۂ بہار کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراضات کا جواب

"اہلحدیث امرت سر کا ایک اشتہار

ہم نے گذشتہ ایام میں زلزلۂ بہار کے متعلق حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کا تصنیف کردہ رسالہ "ہندوستان کے شمال مشرق کا تباہ کن زلزلہ اور خدا کے زبردست نشانوں میں سے ایک اور تازہ نشان" پاک پٹن میں تقسیم کیا۔ غالباً اس کے جواب میں سکرٹری شعبۂ اشاعت دفتر اہلحدیث امرت سر کا ایک اشتہار بعنوان "زلزلۂ بہار سے قادیانی قلعہ گر پڑا" جو اخبار اہلحدیث ۹ فروری سے منقول تھا۔ گذشتہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر غیر احمدیوں کی طرف سے پاک پٹن میں تقسیم کیا گیا۔ ہم نہایت اختصار سے اس اشتہار کا جواب عرض کرتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے تین اعتراضات

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے الفضل مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۳۴ء سے لمبی چوڑی عبارت نقل کر کے بیان کیا ہے۔ کہ "ہم کمال دیانتداری سے مانتے ہیں۔ کہ واقعی مرزا صاحب نے قیامت خیز زلزلہ آنے کی خبر دی تھی۔" مگر ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۲ و صفحہ ۹۷ کی بعض عبارتوں کے رو سے اس پیشگوئی پر تین اعتراض پیش کر دیئے۔ یعنی زلزلۂ بہار "نہ مرزا صاحب کی زندگی میں آیا۔ نہ موسم بہار میں آیا۔ نہ صبح کے وقت آیا"

صریح بددیانتی

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷ کے حاشیہ کی تمام عبارت نقل نہیں کی۔ صرف فقرہ "غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا۔ یا اس کے قریب" نقل کر کے اگلی عبارت کو چھوڑ دیا جو دیانت و امانت کے خلاف ہے۔ اگلی عبارت یہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"غالباً وہ وقت نزدیک ہے۔ جبکہ وہ پیشگوئی (زلزلہ موعود) ظہور میں آجاوے۔ اور ممکن ہے۔ کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے منہ" (حاشیہ ضمیمہ براہین پنجم صفحہ ۹۷)

مولوی صاحب نے تاخیر والا فقرہ عمداً حذف کر کے اپنی کمال دیانتداری کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اور اس ناصح مشفق سے اپنی مماثلت ظاہر کر دی ہے۔ جو انتم سکریٰ کو حذف کر کے ہمیشہ لاتقربوا الصلوٰۃ کا وعظ کرنے کا عادی تھا۔

زلزلہ نمونۂ قیامت کا زمانہ

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۹۰۵ء میں تالیف و تصنیف ہوا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شک تحریر فرمایا۔ کہ وہ زلزلہ میری زندگی میں آئے گا۔ تاہم اس میں تاخیر کا امکان بھی ظاہر کر دیا۔ جیسا کہ اوپر ظاہر ہو چکا ہے۔

پھر اس کے بعد دسمبر ۱۹۰۵ء میں حضور نے رسالہ الوصیت لکھا۔ اس میں صفحہ ۱۴ و ۱۵ پر الزلزلۃ الساعۃ کے متعلق مفصل وصیت کر دی۔ اور لکھا

"مجھے معلوم نہیں۔ کہ بہار کے دنوں سے مراد یہی بہار کے دن ہیں۔ جو اس جاڑے کے گذرنے کے بعد آنے والے ہیں یا کسی اور وقت پر اس پیشگوئی کا ظہور موقوف ہے۔ جو بہار کا وقت ہوگا۔ بہر حال خدا تعالےٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بہار کے دن ہوں گے خواہ کوئی بہار ہو۔ مگر خدا ایک ایسے شخص کی طرح آئے گا۔ جو رات کو پوشیدہ طور پر آتا ہے۔ یہی خدا نے مجھے فرمایا ہے۔ منہ" (رسالہ الوصیت صفحہ ۱۴ حاشیہ)

قیامت نما زلزلہ کے زمانہ کے متعلق یہ عبارت بھی واضح ہے۔ محتاج تشریح نہیں۔ اس میں بھی حضور کی زندگی میں اس پیشگوئی کے ظہور کا امکان پایا جاتا ہے۔ یا کسی اور وقت پر اس کے موقوف ہونے کا ذکر ہے۔ بہر حال اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قیامت نما زلزلہ کا ظہور موسم بہار میں ہوگا۔ خواہ کوئی بہار ہو۔

غرضکہ ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہی بیان فرماتے رہے۔ کہ زلزلہ نمونہ قیامت میری زندگی میں آئیگا۔ ہاں اس میں تاخیر کا امکان بھی ظاہر کرتے رہے۔ حضور کا یہ فرمانا کہ یہ زلزلہ میری زندگی میں آئے گا۔ اپنے اجتہاد کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے فرمودہ کے مطابق تھا۔ جیسا کہ فرمایا۔

"اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ وہ زلزلہ[*] تیری ہی زندگی میں آئیگا" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۳)

ہاں اس میں تاخیر کا امکان ظاہر کرنا حضور کے اپنے اجتہاد کی وجہ سے تھا۔ جیسا کہ فرمایا۔

"اور ممکن ہے کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے۔ منہ" (ضمیمہ براہین پنجم صفحہ ۹۷ حاشیہ)

پس ایسی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا۔

"ایسا ہی آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی ہے۔ وہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں۔ اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی۔ یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا۔ تو میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں۔" (ضمیمہ براہین پنجم صفحہ ۹۲ و صفحہ ۹۳)

بالکل درست تھا۔ اور ہر ایک سچے احمدی اور سچے مومن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اعلان پر اعتقاد ہے

زلزلہ میں تاخیر

لیکن بعد ازاں مارچ ۱۹۰۶ء میں اللہ تعالےٰ نے اس زلزلہ کو تاخیر میں ڈالدیا۔ جیسا کہ حسب ذیل الہامات سے ظاہر ہے

(الف) الہام ۹ مارچ ۱۹۰۶ء (۱) زلزلہ آنے کو ہے۔ ہمارے لئے عید کا دن (۲) رب لا ترنی زلزلۃ الساعۃ۔ رب لا ترنی موت احد منھم (ترجمہ) اے میرے رب مجھے قیامت کا زلزلہ نہ دکھا۔ اے میرے رب ان میں سے کسی کی موت مجھ کو نہ دکھلا۔ (بدر جلد ۲ نمبر ۱۰ صفحہ ۲ بحوالہ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۹)

اس الہامی دعا کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت نما زلزلہ کو نہیں دیکھ سکے۔ زلزلہ بہار ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو آیا۔ اور عید الفطر ۱۷ جنوری ۱۹۳۴ء کو ہوئی۔ مگر الہام میں عید کے دن سے مراد خوشی کا دن ہے۔ کیونکہ اس دن خدا کا نشان پورا ہوا اور گو انسانی ہمدردی کی بنا پر ہمیں اس زلزلہ کے نتائج پر افسوس ہے۔ مگر خدا کا نشان پورا ہونا ہمارے لئے عید کی سی خوشی رکھتا تھا۔ کیونکہ سوائے ایک احمدی کے باقی تمام احمدی صوبہ بنگال اور بہار میں محفوظ رہے۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ کوئی زلزلہ عید کے دن آجائے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا

"چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار" یعنے زلزلہ کا نشان پانچ مرتبہ ظاہر ہوگا۔ (بدر جلد ۲ نمبر ۱۱ صفحہ ۲ بحوالہ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۱۰) اور نہیں کہا جا سکتا۔ کہ پانچ مختلف زلزلے کس کس رنگ میں ظہور پذیر ہوں۔

(ب) الہام ۲۷ مارچ ۱۹۰۶ء رب اخر وقت ھذا (ترجمہ) اے میرے خدا یہ زلزلہ جو نظر کے سامنے ہے۔ اس کا وقت کچھ پیچھے ڈال دے (نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ آج زلزلہ کے وقت کے لئے توجہ کی گئی تھی۔ کہ کب آئیگا اسی توجہ کی حالت میں زلزلہ کی صورت آنکھوں کے آگے آگئی اور پھر یہ الہام ہوا۔ قاعدہ نحو کے مطابق ھٰذا کی جگہ ھٰذہ چاہیئے تھا۔ مگر اس جگہ ھٰذا سے مراد ھٰذا العذاب ہے۔ کیونکہ اصل غرض تو عذاب سے ہے۔ ورنہ زلزلے تو پہلے بھی آچکے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ ہی مندرجہ ذیل الہام ہوا (۲) رب سلطنی علی النار (ترجمہ) اے میرے خدا مجھے آگ پر سلطہ کر۔

[*] حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۱ یعنی پچاسویں نشان سے پایا جاتا ہے کہ ایک زلزلہ حضور کی زندگی میں بھی ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو آیا جس سے کوہستانی جگہوں میں بہت سامالی اور جانی نقصان ہوا۔ اور وہ موسم بہار میں ہی آیا۔ مگر قیامت کا نمونہ نہیں تھا۔ منہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنے ایسا کر کہ عذاب کی آگ میرے حکم میں ہو جائے جس کو میں عذاب دینا چاہوں۔ وہ عذاب میں گرفتار ہو۔ اور جس کو میں چھڑانا چاہوں۔ وہ عذاب سے محفوظ رہے" (بدر جلد ۲ نمبر ۱۳ صفحہ ۱ بحوالہ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)

عجیب بات ہے۔ کہ زلزلہ بہار سے پہلے نشان "آہ نادر شاہ کہاں گیا" پورا ہوا۔ اور زلزلہ بہار کے بعد وہاں عارضی جھونپڑیاں جو تیار کی گئی تھیں۔ آتش زدگی کیوجہ سے جلکر راکھ ہو گئیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

پھر ان کے دوسرے دن ۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء کو یہ الہام ہوا جس نے زلزلہ کی تاخیر کا قطعی فیصلہ کر دیا۔ اخرہ اللہ الی وقت مسمی یعنے اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈال دی ہے۔ وقت مقررہ تک (نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "چھوٹے زلزلے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے۔ اس کے وقت میں تاخیر ڈالی گئی ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ تاخیر کتنی ہے" (بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ صفحہ ۲)

(الف) اور (ب) حوالوں میں قیامت نما زلزلہ کے تاخیر میں ڈالنے کے متعلق الہامی دعائیں ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے نہ دیکھ سکیں۔ یعنے یہ زلزلہ حضور کی وفات کے بعد آئے۔ نمبر ج حوالہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر بتلا دیا۔ کہ وہ سخت زلزلہ مقررہ وقت تک تاخیر میں ڈالا گیا ہے۔ گویا براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۳ پر اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمانا۔ "کہ وہ زلزلہ تیری ہی زندگی میں آئے گا"

مذکورہ بالا تینوں الہاموں سے منسوخ ہو گیا۔ اور کسی اور وقت پر اس پیشگوئی کا ظہور موقوف ہو گیا۔ نسخ یا تبدیل کی مثالیں:

(۱) ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا (البقرۃ ع ۱۳) ہم جو آیت بھی مٹاتے ہیں۔ یا بھلا دیتے ہیں۔ پھر اس سے بہتر یا اس جیسی لاتے ہیں

(۲) یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت (الرعد ع ۶) اللہ جو چاہتا ہے۔ مٹا ڈالتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ پس وہ خدا جس نے ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا تھا۔ کہ وہ زلزلہ تیری ہی زندگی میں آئے گا۔ اسی نے ۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء کو فرمایا کہ اخرہ اللہ الی وقت مسمی یعنے اللہ نے اس میں وقت مقررہ تک تاخیر ڈال دی۔ واقعات نے ثابت کر دیا۔ کہ مقررہ وقت تک تاخیر کا عرصہ ۲۸ سال تھا۔ اور الہامی دعاؤں کا منشاء بھی یہ تھا۔ کہ یہ زلزلہ حضور کی زندگی میں نہ آئے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ زلزلہ نمونہ قیامت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آنا چاہیئے تھا نہ کہ حضور کی زندگی میں جیسا کہ مذکورہ بالا بحث سے یہ امر بپایہ ثبوت پہنچ گیا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے محض ناواقف ہیں۔ اگر انہیں تاخیر والے الہاموں کا علم ہوتا تو ان کی بے علمی پردہ دری نہ ہوتی۔ اور وہ یہ "ڈینگ" نہ مارتے۔ کہ قیامت خیز زلزلہ آنے کے "زمانہ کے" سوال کا جواب دینا اہلحدیث کا کام ہے۔ جو مرزا صاحب کی تحریرات سے اتباع مرزا کی نسبت زیادہ واقف ہے۔ اگر اسے ان الہاموں کا علم تھا۔ تو اس نے دنیا کو دیدہ دانستہ بہت بڑا دھوکا دینا چاہا۔ کہ قیامت خیز زلزلہ آنے کا زمانہ مرزا صاحب کے الفاظ میں ۱۹۰۸ء سے قبل کا ہے"

* اس سے تو مولوی ثناء اللہ صاحب بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ "قرآن تو کہتا ہے۔ کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ . . . . . خدا تعالیٰ جھوٹے دغا باز مفسد اور نافرمانوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کرلیں" (اہلحدیث امرتسر جلد ۱۸ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ حاشیہ) پس کسی عذاب میں تاخیر پڑ جانا یا مہلت ملنا اہلحدیث کے نزدیک مسلمہ ہے۔

موسم بہار

مولوی ثناء اللہ صاحب یہ تو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ قیامت خیز زلزلہ موسم بہار میں آنا چاہیئے تھا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا منشاء ہے۔ مگر وہ یہ تسلیم نہیں کرتے۔ کہ زلزلہ بہار جو ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو آیا۔ وہ موسم بہار میں آیا۔ مولوی صاحب نے اشارۃً حاشیہ میں موسم بہار کے معنی چیت یا مارچ لکھے ہیں مگر چیت یا مارچ کے علاوہ دیگر بعض مہینوں کو موسم بہار سے خارج کرنے کی کوئی سند پیش نہیں کی۔ اور نہ کوئی دلیل دی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موسم بہار کی تعریف ۱۹۰۵ء میں یوں کی تھی۔ "پھر خدا نے مجھے خبر دی۔ کہ بہار کے زمانہ میں ایک اور سخت زلزلہ آنیوالا ہے۔ وہ بہار کے دن ہوں گے نہ معلوم کہ وہ ابتداء بہار کا ہوگا۔ جبکہ درختوں میں پتہ نکلتا ہے۔ یا درمیان اسکا یا آخیر کے دن جیسا کہ الفاظ وحی الٰہی یہ ہیں۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ چونکہ پہلا زلزلہ بھی بہار کے ایام میں تھا۔ اسلئے خدا نے خبر دی۔ کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار میں ہی آئے گا۔ اور چونکہ آخیر جنوری میں بعض درختوں کا پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہوں گے۔ اور غالباً مئی کے آخر تک وہ دن رہیں گے" (رسالہ الوصیت صفحہ ۱۴)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۵ء میں دلائل کے ساتھ جنوری تا مئی کو موسم بہار میں شمار کیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے زلزلہ بہار کے وقوع سے پہلے کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بیان کردہ تعریف موسم بہار کی تردید نہیں کی۔ اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جنوری تا مئی کو موسم بہار میں شمار کرنے کی کوئی دلیل پیش کی ہے۔ مولوی صاحب نے اس کی تردید کی۔ ایسی حالت میں مولوی صاحب کس منہ سے کہتے ہیں۔ کہ زلزلہ بہار موسم بہار میں نہیں آیا۔ کیا یہ حقیقت نہیں۔ کہ صوبہ بنگال اور بہار میں موسم بہار پنجاب کی نسبت بہت جلد شروع ہو جاتا ہے۔ اگر پنجاب میں آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ تو بنگال اور بہار میں یقیناً شروع یا نصف جنوری میں بعض درختوں کا پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ درختوں کے پتوں کا نکلنا ہی موسم بہار کی نشانی ہے۔ پس ۱۵ جنوری کو موسم بہار کا آغاز ضرور ہو جاتا ہے۔ اس لئے زلزلہ بہار ضرور موسم بہار میں ہی آیا۔

کیا زلزلہ صبح کے وقت آنا لازمی تھا

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا تیسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ زلزلہ بہار" دن کے دو تین بجے کے درمیان آیا" حالانکہ مرزا صاحب نے لکھا تھا۔" اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے۔ غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا۔ یا اس کے قریب" (براہین احمدیہ پنجم صفحہ ۹۷ حاشیہ) ہم یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسا لکھا ہے مگر الفاظ "سمجھا جاتا ہے" اور لفظ "غالباً" اس عبارت میں قابل غور ہیں کسی الہام کے سمجھنے میں ملہم سے بھی اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے جیسا کہ حدیث فذھب وھلی سے ثابت ہے۔ اور واقعہ صلح حدیبیہ سے بھی ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سال مسجد الحرام میں داخل نہ ہو سکے جس سال مسجد الحرام میں داخل ہونے کا رویا ہوا تھا۔ اور جس کی بنا پر یہ مہم اختیار کی گئی تھی۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ما حدثتکم عن اللہ سبحانہ فھو حق وما قلت فیہ من قبل نفسی فانما انا بشر اخطئ واصیب (نبراس شرح الشرح العقائد نسفی صفحہ ۳۹۲) یعنی جو کچھ میں تمہیں خدا کی طرف سے بتاؤں۔ وہ تو بالکل سچ ہوگا۔ مگر جو بات میں اپنے اجتہاد سے کہوں۔ تو چونکہ میں بشر ہوں۔ اس لئے خطا و صواب دونوں پہلوؤں پر وہ حاوی ہوگی۔ پس ثابت ہوا۔ کہ ملہم کی اجتہادی غلطی محل اعتراض نہیں ہو سکتی۔ اس الہام کے اصل الفاظ محل نکتہ چینی ہو سکتے ہیں۔ عبارت زیر بحث میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فرمانا۔ کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے۔ غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ حضور اپنے الہام کا مطلب بیان کر رہے ہیں۔ جس میں اجتہادی غلطی کا احتمال ہے۔ پھر لفظ غالباً نے ہمارے اس خیال کی اور بھی تائید کر دی ہے۔ کہ صبح کا وقت اپنے قیاس سے بیان فرما رہے ہیں ورنہ حضور نے لفظ غالباً کی بجائے لفظ یقیناً کیوں نہیں استعمال کیا۔ پھر رسالہ الوصیت میں زلزلۃ الساعۃ کا مفصل ذکر کرتے ہوئے حضور نے صبح کے وقت اس کے آنیکا ذکر نہیں کیا۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ صبح کے وقت آنے والا کوئی اور زلزلہ ہوگا۔ جیسا کہ الہام "چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی پنج بار" سے ظاہر ہے۔ کہ زلزلہ کا نشان پانچ مرتبہ ظاہر ہوگا۔ یہ زلزلہ تو ان میں سے پہلا زلزلہ ہے۔ ممکن ہے باقی چار زلزلوں میں سے کوئی زلزلہ صبح کے وقت آجائے۔ اور کوئی عید کے دن

زلزلہ کا اصلی وقت

پھر حضرت مسیح موعودؑ نے قیامت خیز زلزلہ کا وقت بتلاتے ہوئے فرمایا "خدا فرماتا ہے وہ مبارک دن ہوں گے۔ آفتاب بہار کی صبح میں نمودار ہوگا۔ اور زوال کی شام میں غروب کرے گا" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۲) اس عبارت سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قیامت خیز زلزلہ صبح اور شام کے درمیان کسی وقت آجائیگا۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی زلزلہ بہار کی نسبت تسلیم کرتے ہیں۔ کہ وہ دن کے دو تین بجے کے درمیان آیا۔ فلا اعتراض مگر کیا یہ عجیب بات نہیں۔ مولوی صاحب کتاب مذکور کے صفحہ ۹۲ کا حوالہ اپنے مضمون میں پیش کرتے ہیں۔ اور انہیں اسی صفحہ پر مذکورہ بالا عبارت نسبت اصلی وقت زلزلہ تو نظر نہیں آئی۔ مگر اس صفحہ سے چار صفحہ آگے جاکر انہیں جھٹ یہ عبارت نظر آجاتی ہے۔ "غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا۔ یا اس کے قریب" اور اسی بناء پر وہ اپنے اعتراض کا طومار کھڑا کر دیتے ہیں کیا یہ مولوی صاحب کی بددیانتی کا ثبوت نہیں؟

(خاکسار چودہری غلام احمد خان ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ پاک پٹن)

71

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب مولوی محمد علی صاحب سے ملاقات

مولوی صاحب کی سابقہ تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت پر گفتگو

میں ۶ اپریل ۱۹۳۴ء کو مسجد احمدیہ کے افتتاح کی تقریب پر لائل پور جاتے ہوئے راستہ میں لاہور اترا۔ میرے ساتھ دو نو مبایع دوست بھی تھے۔ انہوں نے مولوی محمد علی صاحب کو دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ اسی وقت ہم تینوں احمدیہ بلڈنگس کی طرف چل پڑے۔ اور مسجد میں پہنچے۔ مولوی صاحب مع چند دیگر نمازیوں کے نماز عشاء کی انتظار میں بیٹھے تھے حالات خیریت دریافت کرنے کے بعد حسب ذیل گفتگو ہوئی

خاکسار۔ مدت ہوئی آپ قادیان تشریف نہیں لے گئے۔ کبھی ضرور تشریف لے چلیں۔

مولوی صاحب۔ وہاں میری کیا ضرورت ہے؟

خاکسار۔ وہاں کی ضرورت کے لئے نہیں۔ اور بھی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

مولوی صاحب جب نہ میری وہاں کوئی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی مجھے کوئی ایسی ضرورت ہے۔ تو پھر کیسے جائیں۔ علاوہ اس کے آپ کو یاد ہوگا جب ہم مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کی وفات کے بعد تعزیت کے لئے وہاں گئے تھے۔ تو ہمارے متعلق حکم دیا گیا تھا۔ کہ ان سے کوئی نہ ملے پس ایسی صورت میں وہاں جانے سے کیا حاصل

خاکسار۔ میں اس وقت وہیں تھا۔ مجھے تو جہاں تک یاد ہے۔ کوئی ایسا حکم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے نہیں دیا تھا۔ بلکہ اس کے خلاف حضور نے چند معززین کو حضرت مولوی شیر علی صاحب کی قیادت میں آپ کے پاس بھیج کر آپکو دعوت دی تھی۔ اور یہ خواہش ظاہر کی تھی۔ کہ آپ ہمارے پاس ہی ٹھہریں۔ مگر آپ نے اسے منظور نہیں کیا تھا۔ اور اگر بالفرض عوام الناس کے متعلق حضور نے کوئی ایسی ہدایت دی بھی ہو۔ تو ممکن ہے اس خیال سے دی ہو۔ کہ تا کہیں آپ کو یہ غلط فہمی نہ پیدا ہو جائے۔ کہ یہ لوگ حملہ آور ہو کر یا کسی اور اسی کے قسم کے ارادہ سے آئے ہیں۔ کیونکہ جب آپ قادیان سے لاہور آئے تھے۔ اس وقت آپ نے یہاں آنے کی وجہ یہ بتائی تھی۔ کہ قادیان میں مجھے خطرہ تھا۔ کہ کوئی مجھ پر حملہ نہ کر دے سو اگر حضور نے۔ اس وقت کوئی ایسی ہدایت دی۔ کہ عوام الناس آپ لوگوں کے پاس نہ جائیں۔ تو غالباً اسی احتیاط کی بناء پر دی ہوگی کہ آپ کو پھر کوئی ایسی غلط فہمی نہ ہو۔ مگر مجھے اس کا کچھ علم نہیں ہے۔

مولوی صاحب۔ صرف بعض آدمیوں کو بھیج دینا اور بات ہے۔ مگر وہاں تو عام طور پر لوگوں کو ہمارے ساتھ بات چیت کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ علاوہ اس کے ہمارے متعلق وہاں سخت سے سخت فتوے دیئے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہمیں روڑی پر پھینکے جانے والے سبزی کے چھلکوں سے نسبت دی گئی ہے۔

خاکسار اس بات کا تصفیہ کہ سخت کلامی کی ابتداء کس طرف سے ہوئی۔ اور پھر زیادتی کس طرف سے ہوئی۔ اس وقت نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اس وقت اس سوال کا تصفیہ کیا بھی جائے تو مناظرہ اور مباحثہ کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ اور میں اس وقت اس کام کے لئے نہیں آیا۔ ہاں اگر آپ چاہیں۔ تو کسی دوسرے وقت اس بات کا تصفیہ ہو سکتا ہے۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس معاملہ میں ابتداء بھی درحقیقت آپ ہی کی طرف سے ہوئی۔ اور پھر زیادتی بھی آپ ہی کی طرف سے ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر میں ایک اپنا ذاتی معاملہ آپکو یاد دلاتا ہوں۔ ایک دفعہ میں نے آپ کی سابقہ تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت پر ایک رسالہ لکھا تھا۔ اس کے جواب میں آپ نے جو رسالہ لکھا۔ اس میں نہ صرف میرے متعلق بلکہ ہمارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی شان میں نیز جماعت کے بعض بزرگوں کے متعلق بہت سخت الفاظ لکھے۔ جس پر میں نے یہ بات معلوم کرنے کے لئے کہ آپ نے کس بات کے جواب میں یہ سخت کلامی کی ہے۔ اپنے رسالہ کو از سر نو دیکھا اور بار بار دیکھا۔ مگر اس میں کوئی ایسے الفاظ مجھے نہ ملے جن کے مقابل پر میں آپ کی سخت گوئی کو جوابی قرار دے سکتا۔

نوٹ۔ چھلکوں سے نسبت دینے کے متعلق مولوی محمد علی صاحب نے جو شکوہ کیا ہے۔ اس میں آپ نے سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس میں حضور نے کسی صاحب کے اس سوال کا جواب دیا تھا۔ کہ غیر مبائعین کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق کیا حکم ہے۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا تھا۔ کہ ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا گو شریعت کی رو سے حد جواز کے اندر ہے۔ مگر ان کے حالات کے پیش نظر یہ بات پسندیدہ نہیں۔ بلکہ مکروہ امر ہے۔ جیسا کہ روڑی پر پھینکے ہوئے چھلکے گو حلت کی حد کے اندر ہوں۔ مگر وہ اس قابل نہیں ہوتے۔ کہ انہیں کھایا جائے۔ مولوی صاحب کا اس پر اظہار افسوس کرنا جائے تعجب ہے۔ کیونکہ حضور کے اس خطبہ سے قبل مولوی محمد علی صاحب کا ایک خط پیغام میں اس مضمون کا چھپ چکا ہے۔ کہ محمودی لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا اسی طرح ناجائز اور ممنوع ہے۔ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے مکفر علماء کے پیچھے ناجائز ہے۔ مولوی صاحب ہمارے پیچھے تو نماز کو ناجائز اور ممنوع قرار دیتے ہیں۔ مگر سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست کے پیچھے شاہی مسجد میں جا کر نماز پڑھنے پر آمادہ ہیں۔ جیسا کہ اس بارے میں وہ پیغام میں اعلان کر چکے ہیں۔ اور باوجود اس کے ان کو شکوہ ہے۔ کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کیوں کیا گیا ہے۔

مولوی صاحب میں نے حضرت صاحب کی ایک تحریر آپ کے رسالہ کے سائز پر ایک ورق پر چھپوا کر اس کی کچھ کاپیاں آپ کو بھیجی تھیں۔ اور لکھا تھا۔ کہ آپ اسے اپنے رسالہ کے شروع میں لگا دیں۔ مگر آپ نے ایسا نہ کیا۔ اور حضرت صاحب کی تحریر کی بھی کوئی پروا نہ کی

خاکسار اگر میں آپ کی مرسلہ اس تحریر کو آپ کی سابقہ تحریرات پر چسپاں کرنے کو ایک دھوکا کا موجب نہ سمجھتا۔ تو ضرور آپ کی سفارش کی تعمیل کرتا۔ مگر افسوس کہ ایسا کرنا ایک دھوکا تھا۔ اور میں لوگوں کو دھوکا میں ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔

مولوی صاحب۔ اس میں کیا دھوکا تھا

خاکسار۔ آپ کی زیر بحث تحریرات ۱۹۱۴ء کی اور اس کے بعد کی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ تحریر جو آپ نے چھپوا کر بھیجی ۱۸۹۲ء کی ہے۔ جس میں ۱۸۹۱ء کی تین کتابوں فتح اسلام توضیح مرام اور ازالہ اوہام کے متعلق لکھا ہے۔ کہ ان میں جہاں یہ لکھا گیا ہے۔ کہ محدثیت نبوت جزئیہ یا نبوت ناقصہ ہوتی ہے۔ یا یہ کہ محدثیت ایک معنی میں نبوت ہوتی ہے۔ وہ محض سادگی سے لکھا گیا ہے۔ پس ان میں لفظ نبی کو کاٹا ہوا سمجھا جائے۔ کیونکہ میرا دعوے نبوت کا نہیں ہے۔ بلکہ محض محدثیت کا ہے۔ اس ۱۸۹۲ء کے اعلان کو جو ۱۸۹۱ء کی تحریرات کے متعلق ہے۔ ۱۹۰۲ء یا اس کے بعد کی تحریرات پر چسپاں کرنا یقیناً دھوکا پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ اس تحریر کا مدعا تو یہ تھا۔ کہ اس کے بعد حضور کے لئے لفظ نبی تو کجا الفاظ جزوی نبی یا ناقص نبی بھی استعمال نہ کئے جائیں۔ مگر آپ نے اس کے برعکس حضور کو نبی ہی کرکے پکارنا شروع کر دیا۔ پس آپ کی تحریرات میں سے نبی و رسول کے الفاظ کو حضور کی اس تحریر کے ماتحت کیونکر کاٹا ہوا سمجھا جا سکتا ہے جبکہ وہ اس کے بعد اور اس کے منشا کے خلاف لکھی گئیں۔ کیا حضور کی ۱۸۹۲ء والی تحریر کا یہ منشا تھا کہ اس کے بعد حضور کو بڑی شد و مد کے ساتھ نبی اور رسول لکھنا شروع کر دیا جائے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی صاحب:۔ ۱۸۹۲ء والے حضرت صاحب کے اعلان میں جزوی نبوت اور ناقص نبوت کا ذکر نہیں۔ بلکہ اس میں لفظ نبی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ اسے کاٹا ہوا سمجھا جائے۔ اور جب اس تحریر میں تاریخ (۱۸۹۲ء) مذکور تھی تو اس سے یہ دھوکہ کیونکر پیدا ہو سکتا تھا۔

خاکسار:۔ اس دھوکہ کی وجہ صرف تاریخ سے تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ نفس مضمون سے بھی تعلق ہے۔ اور وہ اس طرح پر کہ اس تحریر میں جن کتابوں کے متعلق اعلان ہے۔ (یعنی فتح اسلام توضیح مرام اور ازالہ اوہام۔ ان میں تو حضور نے اپنے دعویٰ کو محدثیت کا دعویٰ بیان فرمایا ہے اور بار بار ان میں بڑی شدومد سے لکھا ہے کہ میں نبی نہیں بلکہ محدث ہوں۔ اور کہیں بھی ان میں اپنے آپ کو ناقص اور جزوی کے الفاظ کے بدوں نبی نہیں لکھا۔ اور جہاں ان میں اپنے لئے ناقص نبی یا جزوی کا لفظ لکھا ہے۔ وہاں ساتھ ہی اس بات کی بھی تصریح فرما دی ہے کہ میں نبی نہیں بلکہ محدث ہوں۔ اور آپ کی زیر بحث تحریرات میں حضور کے دعویٰ کو نبوت کا دعویٰ بتاتے ہوئے محدثیت کی بڑے زور سے نفی کی گئی ہے۔ اور یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جب تک کوئی تقریر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۱۸۹۱ء کی تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت کے مطابق نیز اسی زمانہ کی لکھی ہوئی نہ ہو۔ اس وقت تک اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۱۸۹۲ء والی تحریر چسپاں نہیں ہو سکتی۔ پس میں آپ کی ۱۹۰۱ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک کی تحریرات جو ۱۸۹۲ء کے اعلان کے منشاء کے بھی خلاف ہیں۔ اور ۱۸۹۱ء والی تحریرات کے بھی خلاف۔ اس ۱۸۹۲ء والی تحریر کو کیونکر چسپاں کر سکتا تھا۔ اور اس بات کو حضور نے اپنے ۹۲ء والے اعلان میں روشن کر دیا تھا۔ کہ جن تحریرات کے متعلق یہ اعلان ہے ان میں محض نبی کا لفظ نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ جزوی اور ناقص کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ مگر اس کی بحث تحریرات میں ان الفاظ کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔

نوٹ:۔ جب ۳۲ء میں مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت بصورت رسالہ بنام "میرا عقیدہ دربارہ نبوت مسیح موعودؑ" شائع ہوا۔ تو مولوی صاحب نے اپنی ان تحریرات کے جواب کے طور پر پیغام میں ایک نوٹ لکھا۔ کہ جس طرح میری ان تحریرات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے نبی کا لفظ لکھا گیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی سادگی سے یہ لفظ اپنی بعض تحریرات میں لکھا گیا تھا۔ اور جب اس پر ایک مخالف مولوی کی طرف سے اعتراض ہوا۔ کہ آپ نے اپنی ان تحریرات میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ تو آپ نے اعلان کر دیا۔ کہ میری ان تحریرات میں سے لفظ نبی کاٹا ہوا سمجھا جائے۔ اور اس کی بجائے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ پر سمجھ لیا جائے کیونکہ میری مراد اس سے محدثیت ہی تھی (یہ واقعہ ۳ فروری ۱۸۹۲ء کا ہے)

پس جو جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ان تحریرات کا دیا تھا۔ جن میں نبی کا لفظ آپ سے لکھا گیا تھا وہی جواب میری طرف سے میری ان تحریرات کی بابت سمجھا جائے جن میں مجھ سے آپ کے متعلق یہی لفظ لکھا گیا۔ اور میری ان سابقہ تحریرات پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہی الفاظ چسپاں کر دیئے جائیں۔ جو آپ نے اپنی ایسی تحریرات کے متعلق لکھ کر شائع کئے تھے۔ کہ ان تحریرات میں لفظ نبی کو ہر ایک مقام پر کاٹا ہوا سمجھا جائے۔ اور اس کی بجائے ہر ایک جگہ پر محدث کا لفظ سمجھ لیا جائے۔ کیونکہ میری مراد بھی اس لفظ نبی سے محدث ہی تھی۔ (اور یہی الفاظ مولوی محمد علی صاحب نے ایک چھوٹے سے ورق پر چھپوا کر اس کی کچھ کاپیاں مجھے بھی بھیج دیں۔ اسی کی طرف ان کا اشارہ ہے) لیکن مولوی صاحب کا اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق یہ جواب درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اول تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ۱۸۹۲ء والے اعلان کا یہ منشاء ہرگز نہیں تھا۔ کہ اس کے بعد اور بھی شدومد سے حضور کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ لکھے جائیں۔ اور جب ان پر اعتراض ہو تو فوراً یہ اعلان معترضین کے سامنے رکھ کر ان سے کہہ دیا جائے۔ کہ آپ ان الفاظ کو کاٹا ہوا سمجھ لیں۔ اور یہی رویہ اختیار کر لیا جائے بلکہ اس اعلان کا منشاء اور مدعا تو یہ تھا۔ کہ اس کے بعد نہ حضور اپنے لئے یہ الفاظ کہیں لکھتے اور نہ ہی آپ کی جماعت کا کوئی فرد آپ کے لئے ان الفاظ کو استعمال کرتا۔ چنانچہ اس اعلان کے بعد حضور نے اپنے آپ کو جزوی نبی یا ناقص نبی بھی کہیں نہ لکھا۔ اور جماعت کا کوئی فرد بھی آپ کے لئے لفظ نبی کو استعمال نہیں کرتا تھا۔ اور برابر کئی سال تک اسی پر سب کا عمل رہا لیکن اس کے بعد جب وحی الٰہی کی تصریح نے آپ پر اس بات کو کھول دیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک فرد نبی اور رسول ہو سکتا ہے۔ اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک امتی ہونے کے باوجود نبی بھی ہیں۔ اور اس نے آپ کو اس بات کے لئے مجبور کر دیا۔ کہ آپ اپنے تئیں امتی اور نبی کہیں اور کہلائیں۔ تو اس کے بعد حضور نے اس وحی الٰہی کے مطابق اپنے آپ کو امتی کے علاوہ نبی لکھنا اور کہلانا بھی شروع کر دیا۔ اور جب حضور نے اپنے آپ کو نبی لکھنا اور کہلانا شروع کیا۔ تو حضور کی جماعت نے بھی آپ کو نبی لکھنا شروع کر دیا۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت اسی زمانہ کی ہیں جب کہ وحی الٰہی کی بناء پر حضور نے اپنے آپ کو نیز جماعت کے لوگوں نے حضور کو نبی کہنا اور لکھنا شروع کیا تھا۔ پس مولوی محمد علی صاحب کا اپنی اس زمانہ کی تحریرات کے متعلق جس میں وحی الٰہی کے ماتحت حضور نے اور جماعت نے لفظ نبی کا استعمال آپ کے لئے شروع کر دیا تھا۔ یہ کہنا کہ ۱۸۹۲ء والے اعلان کی بناء پر (جسے اس صریح وحی الٰہی نے جس کا ذکر حضور نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۰ پر فرمایا ہے منسوخ کر دیا تھا۔) ان میں اس لفظ نبی کو کاٹا ہوا سمجھا جائے۔ بجز ایک مغالطہ ہونے کے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ پس معزز ناظرین اس سوال اور دیگر جواب کو اس نوٹ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی صاحب:۔ میں نے اس وقت یہ سمجھ کر حضرت صاحب کے لئے لفظ نبی لکھا تھا۔ کہ جماعت میں آپ کے لئے اس لفظ کا استعمال بمعنی محدث ہوتا تھا۔ جیسا کہ مولوی سرور شاہ صاحب مفتی محمد صادق صاحب اور میر محمد سعید صاحب کی تحریرات میں میں دکھا چکا ہوں۔

خاکسار:۔ میرے نزدیک یہ بات درست نہیں ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک جماعت احمدیہ میں لفظ نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بمعنے محدث استعمال ہوتا تھا۔ کیونکہ اس سے قبل (۱۸۹۱ء، ۱۸۹۲ء ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۹ء میں) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو موجب فتنہ بتا کر اس سے بہت سختی سے منع فرما چکے ہوئے تھے۔ کہ کسی محدث کے لئے لفظ محدث کی بجائے لفظ نبی استعمال کیا جائے۔ اور لوگوں کے لئے اس بات کو حضور نے ٹھوکر کا موجب بیان فرمایا تھا اور متعدد دفعہ اس کے متعلق اعلان فرما چکے تھے۔ پس ممکن نہ تھا۔ کہ حضور کے ایسے اعلانات کے باوجود جماعت کے لوگ آپ کو محدث سمجھتے ہوئے محدث کی بجائے آپ کے لئے نبی کا لفظ استعمال کرتے (اور اگر فرض محال کے طور پر سمجھ بھی لیا جائے۔ کہ جماعت میں یہ غلط استعمال رائج تھا۔ اور جماعت اس لفظ سے مراد نبی ہی سمجھتی تھی۔ تو کیا آپ اس بات کی بھی کوشش کرتے رہتے تھے۔ کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کو جس میں آپ کی یہ تحریریں شائع ہوئی تھیں۔ اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا کوئی اور نہ دیکھ سکے۔ اور ان لوگوں سے اسے بچا بچا کر رکھا جائے۔ تا وہ اس میں لفظ نبی دیکھ کر حضور کے دعویٰ کو نبوت کا دعویٰ نہ سمجھ لیں۔ اور وہ کونسی مجبوری درپیش تھی جس کی بناء پر آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محدث لکھنے کی بجائے نبی اور رسول لکھا کرتے تھے۔ اور جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب حضرت مفتی صاحب۔ اور مولانا میر محمد سعید صاحب کی تحریرات کے متعلق میں قبل ازیں جواباً مفصل طور پر لکھ چکا اور ثابت کر چکا

79
Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں۔ کہ یہ ایک سراسر مغالطہ ہے۔ (جو آپ کو پیش آیا ہے یا آپ نے پیدا کرنے کی کوشش کی ہے) علاوہ اس کے آپ کی سابقہ تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت میں تو اس بات کی گنجائش ہی نہیں۔ کہ ان میں لفظ نبی سے محدث مراد لیا جا سکے۔ کیونکہ ان میں آپ نے پر زور طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محدثیت کی نفی کی ہے۔ اور بالمقابل آپ کو مدعی نبوت بتا کر آپ کے دعویٰ نبوت کو ثابت کیا ہے۔ اور یہاں تک لکھا ہے۔ کہ خلفاء اربعہ رضؓ (حضرت ابو بکر رضؓ۔ حضرت عمر رضؓ حضرت عثمان رضؓ۔ اور حضرت علی رضؓ) اور سبطین (حضرت امام حسن رضؓ اور حضرت امام حسین رضؓ) میں سے کوئی بھی نبی نہیں تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے۔ پس چونکہ یہ گروہ خلفاء و سبطین محدث لوگوں سے خالی نہیں تھا۔ بلکہ ان میں سے کم از کم بعض افراد یقیناً محدث تھے۔ اور نبی ہونے کی آپ نے ان سے نفی کی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان تحریرات میں لفظ نبی سے مراد آپ کی محدث نہیں بلکہ واقعی نبی تھا۔

مولوی صاحب۔ ان تحریرات میں لفظ نبی سے میری مراد مامور تھا۔ چونکہ حضرت صاحب مامور ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے کوئی مامور نہیں تھا۔ اس لئے میں نے حضرت صاحب کو نبی لکھا اور ان کو غیر نبی۔ اور مراد یہ تھی کہ حضرت صاحب مامور ہیں اور ان میں سے کوئی مامور نہیں تھا۔

خاکسار۔ آپ کی ان سابقہ تحریرات کی یہ تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آپ اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۱۵ پر (پہلی ہی سطر میں) لکھتے ہیں۔ کہ اس امت میں جس قسم کی نبوت کسی فرد کو ملنی ممکن ہے وہ حضرت علی رضؓ کو ضرور ملی تھی۔ پس یا تو ماننا پڑے گا۔ کہ خلفاء اربعہ میں سے حضرت علی رضؓ ضرور مامور تھے۔ یا یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی (نعوذ باللہ) مامور نہیں تھے۔ کیونکہ بقول آپ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی قسم کی نبوت اور انہی معنوں میں نبوت مل سکتی تھی۔ اور ملی تھی جس قسم کی اور جن معنوں میں حضرت علی رضؓ کو ملی ہوئی تھی۔ یا پھر یہ ماننا پڑے گا۔ کہ ماموریت کا اور نبوت کا آپس میں کوئی لگاؤ ہی نہیں۔ اور اس صورت میں نبوت سے مراد ماموریت قطعاً نہیں ہو سکتی۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۱۸۹۲ء کی تحریر کی رو سے حضور کو نبی کہنا ممنوع ہے۔ اور اس کے بعد اس کے منشاء کے مطابق ایک عرصہ تک حضور کو کبھی نبی نہیں لکھا گیا لیکن اس کے بعد ایک لمبے عرصہ تک آپ حضور کو نبی لکھتے اور ثابت کرتے رہے ہیں۔ اس لئے آپ کی تحریرات ثابت کرتی ہیں۔ کہ آپ اپنی ان تحریرات کے لکھنے کے وقت حضور کی اس تحریر کو منسوخ سمجھتے تھے۔

مولوی صاحب:۔ آپ نے یہ تسلیم کر لیا ہے۔ کہ آپ کے نزدیک حضرت صاحب کی سابقہ تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت منسوخ ہیں۔ اب یہ بھی بتا دیں کہ وہ کب منسوخ ہوئیں۔ آیا ۱۹۰۲ء میں یا ۱۹۰۱ء میں۔

خاکسار۔ آپ کی سابقہ تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور کی سابقہ تحریرات جن سے نفی نبوت مفہوم ہوتی ہے۔ ۱۹۰۴ء سے قبل منسوخ ہو چکی تھیں۔ کیونکہ آپ ۱۹۰۴ء سے ۱۹۰۸ء تک برابر حضور کو اپنی تحریرات میں نبی اور رسول ثابت کرتے رہے ہیں۔ اور یہ ممکن نہ تھا۔ کہ آپ حضور کی نبوت سے انکار والی سابقہ تحریرات کو منسوخ سمجھنے کے بغیر حضور کو نبی اور رسول لکھتے۔

مولوی صاحب:۔ آپ صفائی سے بتائیں۔ کہ حضرت صاحب کی سابقہ تحریرات متعلقہ نبوت کب سے منسوخ ہیں آیا ۱۹۰۱ء سے یا ۱۹۰۲ء سے

خاکسار:۔ میں نے کھول کر بتا دیا ہے۔ کہ وہ آپ کی تحریرات کی رو سے ۱۹۰۴ء سے قبل منسوخ ہو چکی تھیں۔ خواہ ۱۹۰۱ء میں منسوخ ہوئی ہوں۔ یا ۱۹۰۲ء میں۔ اور اس پر مزید روشنی ڈال لینا آپ ہی کا کام ہے۔ کیونکہ خود آپ کی تحریرات اس بات کو پیش کرتی ہیں!

اس کے بعد مولوی صاحب نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس طرح سلسلہ کلام اسی پر ختم ہو گیا۔ (خاکسار محمد اسمٰعیل)

دہلی میں تبلیغ احمدیت

۱۴ اپریل ۱۹۳۴ء بروز جمعہ رات کے وقت چند ایک غیر احمدی احباب نے قرادل باغ (دہلی) میں سیرۃ النبی کا جلسہ کیا۔ جس میں خاکسار و ماسٹر محمد حسن صاحب آسان کو تقریروں کے لئے مدعو کیا۔ ابتداءً ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے تقریر کی۔ چونکہ وہ بے ربط اور بے معنی تھی۔ اس لئے غیر احمدی معزز اصحاب نے مولوی صاحب کو تقریر مختصر کرنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد محترمی ماسٹر محمد حسن صاحب آسان کی تقریر ہوئی جسے بہت پسند کیا گیا۔ اس کے بعد خاکسار کی تقریر ہوئی۔ خدا کے فضل سے احباب نے اسے بھی پسند کیا اور خواہش ظاہر کی۔ کہ ہم ان کی مجالس میں شریک ہو کر رسول مقبول کی سیرت پر لیکچر دیا کریں۔ ۲۲-۱۳ اپریل کو محترمی ماسٹر محمد حسن صاحب آسان نے چند غیر احمدی معززین اور جماعت احمدیہ کے چند احباب کو دعوت چائے دی۔ ۱۳ اپریل کو مولوی عبدالمجید صاحب نے وفات مسیح کا مسئلہ اور مولوی عبدالحمید صاحب نے وفات مسیح و ختم نبوت کے مسائل نہایت دلآویز طریق سے بیان کئے۔ حاضرین میں سے ایک معزز دوست نے ہر دو مسائل کی صداقت کا اقرار کرتے ہوئے مزید تحقیق کی خواہش ظاہر کی۔ ۲۰ اپریل کو بابو مقبول حسن صاحب نے صداقت مسیح موعود کے مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ بعدہ مولوی عبدالمجید صاحب نے نشانات مہدی پر تقریر کرتے ہوئے ان نشانات کو حضرت مسیح موعودؑ پر چسپاں کیا۔ غیر احمدی احباب نے نہایت توجہ سے ان تقریروں کو سنا۔ (خاکسار عبدالواحد سکرٹری انصار اللہ جماعت احمدیہ دہلی)

(بقیہ صفحہ ۴)

"الفضل" نے جو کچھ لکھا۔ اس شہادت میں اس کے لفظ لفظ کی تصدیق موجود ہے۔ اس میں صاف الفاظ میں ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **فرمایا**: آیت کریمہ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون میں تینوں وحیوں کا ذکر ہے۔ وما انزل علیک سے قرآن شریف کی وحی اور وما انزل من قبلک سے انبیاء سابقین کی وحی اور اٰخرۃ سے مراد مسیح موعودؑ کی وحی ہے۔"

یہی بات "الفضل" نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کی۔ اس حوالہ کی موجودگی میں کوئی ایسا شخص جس میں کچھ بھی تخم دیانت موجود ہو۔ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ "الفضل" نے اس آیت کے متعلق جو دعوے کیا۔ وہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ گیا۔ اب ہم دیکھیں گے۔ کہ "پیغام صلح" ہمارے اس سوال کا جسے اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا تھا۔ کہ "الفضل" پہلے جواب دے۔ اس کے بعد جس قدر چاہے سوالات کرے۔ کیا جواب دیتا ہے۔ اور کیونکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ کے مطابق اپنے "حضرت امیر" کے ترجمہ کو ثابت کرتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب سے حلفیہ شہادت کا مطالبہ

اس موقعہ پر ہم یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندرجہ بالا فرمودہ مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ کے شائع ہونے سے بہت قبل شائع ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ کے رد میں اسے شائع کیا گیا۔ علاوہ ازیں ہم یہ کہنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو اپنا ترجمہ شائع کرنے سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمودہ کا علم تھا۔ اور ہم ان سے اس کے متعلق حلفیہ شہادت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کیا وہ خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمودہ نہیں سنا تھا یا ترجمہ کی اشاعت سے قبل کسی نے ان سے اس کا ذکر نہیں کیا تھا۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب اس بات کا حلفیہ انکار کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ پس قبل اس کے کہ "پیغام صلح" ہمارے پیشکردہ حوالہ کے خلاف کچھ کہے۔ اسے اپنے "حضرت امیر" سے اس کے متعلق پوچھ لینا چاہیئے۔ اور اگر وہ انکار کریں۔ تو ان کی حلفیہ شہادت پیش کرنی چاہیئے۔ ہم اس کی صداقت کے متعلق بہت سے اصحاب کی حلفیہ شہادتیں پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن "پیغام" کے لئے چونکہ مولوی محمد علی صاحب کی شہادت خاص وقعت رکھتی ہے۔ اس لئے ہم اس کا مطالبہ کرتے ہیں تا کہ "پیغام صلح" پر پوری حجت ہو سکے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

۴۰۹۴ء۔ منکہ کرم بی بی زوجہ نواب الدین قوم کھوکھر عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص۔ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۱۲/۳/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت حق مہر مبلغ دو صد روپیہ ہے جو میں نے اپنے خاوند سے لینا ہے۔ اس کی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اس میں سے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مقبرہ بہشتی ہوگی۔ اول تو میں کوشش کروں گی انشاء اللہ دسواں حصہ مبلغ عـ۲۰ وصیت کے اپنی زندگی میں خود ادا کروں گی۔ اگر کچھ رقم باقی میرے بعد رہ جائے۔ تو وہ میرے خاوند نواب الدین سے وصول کی جائے۔ لہذا یہ تحریر بطور وصیت کے بحق صدر انجمن مقبرہ بہشتی کے کر دیتی ہوں۔ کہ سند رہے۔

العبد کرم بی بی زوجہ نواب الدین سکنہ قادیان محلہ دارالفضل نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ نواب الدین خاوند کرم بی بی سکنہ قادیان محلہ دارالفضل نشان انگوٹھا گواہ شد فضل الٰہی ولد کرم الدین قوم چوغطہ سکنہ قادیان محلہ دارالفضل قادیان بقلم خود

۴۱۰۷ء۔ منکہ حکیم فتح محمد ولد میاں غلام محمد صاحب مرحوم قوم راول عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۷ء ساکن فیض اللہ چک ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲/۱۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری موجودہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ مکان خام دو عدد واقعہ سکنہ فیض اللہ چک قیمتی دو صد روپیہ اور مویشی دو صد روپیہ اس کے علاوہ میرا گذارہ اپنے پیشہ طبابت پر ہے۔ جس کی اوسط آمد عـ روپیہ ماہوار ہے۔ اگر آمد بڑھ گئی۔ تو انشاء اللہ زیادہ ادا کر دیا کروں گا۔ خاکسار اپنی جائداد مرقوم یا منقولہ یا غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق انجمن مذکور کرتا ہے۔ اگر اس کے علاوہ میری کوئی مزید جائداد نئی پیدا یا پرانی سے ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی:

العبد حکیم فتح محمد بقلم خود ساکن فیض اللہ چک تحصیل و ضلع گورداسپور۔ گواہ شد۔ قریشی محمد صالح قادیانی مبلغ سندھ۔ گواہ شد صوفی غلام محمد سکرٹری جماعت احمدیہ چک ۱۲۷ ڈاکخانہ کاجیلو ضلع تھرپارکر سندھ

۴۱۱۳ء۔ منکہ فیض احمد ولد چوہدری علی بخش صاحب قوم گوجر پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت اکتوبر ۱۹۳۱ء ساکن موضع بھینی پسوال ڈاکخانہ کاہنووان تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی

ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱/۳/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ چونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا ابھی حیات ہیں۔ اس لئے اس وقت میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے اور میری ماہوار تنخواہ مبلغ لعـ روپیہ ہے لیکن بعد وضع پراویڈنٹ فنڈ انکم ٹیکس وغیرہ مجھے لـ روپیہ ملتے ہیں۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور وعدہ کرتا ہوں۔ کہ تا دم زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ مذکور کرتا رہوں گا۔ اور پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ملنے پر اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ انجمن کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے پر اگر میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔

العبد:۔ فضل احمد کلرک ریلوے جنرل سٹور مغل پورہ

گواہ شد۔ چوہدری عبدالکریم احمدی ملٹری اکوٹنس ڈیپارٹمنٹ لاہور

گواہ شد۔ محمد عبداللہ سینئر انگلش ماسٹر گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لاہور۔

۴۱۲۳ء۔ منکہ امۃ الٰہی زوجہ شیخ عطا محمد صاحب قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱/۳/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ زیورات قیمتی ۴۶۱/- حق مہر بذمہ شوہر ایک ہزار ۱۰۰۰/- برتن ۷۰/- کل میزان ۱۵۳۱ روپیہ جس کے ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد اس کے علاوہ اور کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۱/۳/۳۴ العبد:۔ امۃ الٰہی بقلم خود

گواہ شد:۔ نبی بخش والد موصیہ۔ گواہ شد:۔ عطا محمد ولد شیخ برکت علی ککے زئی ساکن حال قادیان بقلم خود خاوند موصیہ

۳۸۸۵ء۔ منکہ مغلی بی بی زوجہ مولوی محمد عظیم الدین صاحب مرحوم قوم شیخ ساکن پیرپیک شاہ ڈاکخانہ حسین پور تحصیل کشور گنج ضلع میمن سنگھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۱/۲۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت جائداد دو کانی چار گنڈا زمین ہے۔ میں تا زیست اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد۔ مغلی بی بی زوجہ مولوی محمد عظیم الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ پیرپیک شاہ حسین پور۔ گواہ شد۔ دستخط انگریزی۔ حسن الدین احمدی۔ گواہ شد۔ دستخط انگریزی۔ محمد عظیم الدین امیر جماعت

۴۱۲۰ء۔ منکہ سراج الدین ولد میاں خیر الدین قوم ارائیں پیشہ تجارت عمر تخمیناً ۳۵ سال تاریخ بیعت اندازاً مارچ ۱۹۱۵ء ساکن مال روڈ شہر لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲/۳/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے پاس نقد روپیہ کوئی نہیں۔ البتہ مندرجہ ذیل جائداد ہے۔ سفید زمین رقبہ ۲۷ مرلہ قیمتی تین ہزار روپیہ اور اشیاء تجارتی قیمتی مبلغ پانسو روپیہ۔ میزان کل ساڑھے تین ہزار روپیہ مگر میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو قریباً پچاس روپیہ ماہوار ہے لہذا میں اپنی آمد ماہوار کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اس امر کا عہد کرتا ہوں۔ کہ مبلغ پانچ روپیہ ماہوار ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور میری وفات پر میری جو جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ اور جو رقم میں اس مد میں اپنی وفات سے پیشتر داخل کر دوں۔ وہ رقم حصہ جائداد میں سے وضع کر دی جائیگی

نویسندہ:۔ محمد عثمان کلرک برٹش موٹر ورکس مال روڈ لاہور

العبد:۔ سراج الدین پروپرائٹر برٹش ورکس مال روڈ لاہور

گواہ شد:۔ جمال الدین ولد فتح الدین صدر بازار چھاؤنی لاہور

گواہ شد:۔ اللہ بخش ولد میاں محمد بخش ذات ارائیں جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی۔

۴۱۳۰ء۔ منکہ حبیب علی خان احمدی ولد محمد مظہر علی خان قوم پٹھان عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت نومبر ۱۹۲۶ء ساکن ضلع ورنگل ڈاکخانہ ہمکنڈہ ریاست حیدرآباد دکن۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۴/۱۱/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ لـ روپیہ سکہ عثمانیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۸ حصہ بتوسط انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن داخل یا حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر متروکہ ہو۔ اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم ۱۴ نومبر ۱۹۳۳ء

العبد:۔ محمد حبیب علی خان احمدی ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن ضلع ورنگل ریاست حیدرآباد دکن۔ گواہ شد:۔ محمد عبداللہ متعلم بی ایس سی کلاس گواہ شد:۔ دوست محمد

۴۱۳۲ء۔ منکہ محمد صادق ولد چوہدری شیر محمد خاں قوم راجپوت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ہرووال ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۷/۳/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری آمدنی اس وقت ماہانہ مبلغ ـــ ہے۔ اس کے علاوہ جو آمدنی ہو سب کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری موجودہ جائداد کوئی نہیں ہے جو کچھ میں جائداد پیدا کروں گا۔ اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملـ۱۳۳ ام :- منکہ حاکم دین ولد حسن دین قوم راجپوت کھوکھر عمر ۵۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن سیالکوٹ شہر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{۱۲}{۳۴}$ ۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ مکان پختہ قیمتی تخمیناً -/۶۰۰ واقعہ محلہ اراضی یعقوب خانگی اسباب قیمتی تخمیناً -/۱۵ روپیہ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت -/۵ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ المرقوم $\frac{۱۲}{۳۳}$ ۹

العبد:- حاکم دین ولد حسن دین قوم راجپوت کھوکھر شہر سیالکوٹ نشان انگوٹھہ۔ گواہ شد:- غلام حسین ولد نتھو قوم ارائیں احمدی موصی شہر سیالکوٹ محلہ اراضی یعقوب گواہ شد:- بشیر احمد ولد غلام علی قوم ارائیں احمدی شہر سیالکوٹ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:- فضل احمد ولد نواب خاں قوم جٹ

ملـ۱۳۴ ام :- منکہ ریشم بی بی زوجہ حاکم دین قوم راجپوت بھٹی عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن شہر سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{۱۲}{۳۳}$ ۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد صرف حق مہر تعدادی -/۵۰ روپیہ ہے۔ جو کہ ابھی میں نے اپنے شوہر صاحب سے لینا ہے۔ فقط المرقوم $\frac{۱۲}{۳۱}$ ۹ العبد:- ریشم بی بی زوجہ حاکم دین قوم راجپوت بھٹی شہر سیالکوٹ محلہ اراضی یعقوب گواہ شد:- بشیر احمد ولد غلام علی قوم ارائیں سکنہ سیالکوٹ محلہ اراضی یعقوب۔ گواہ شد:- حاکم دین ولد حسن دین مرحوم راجپوت کھوکھر شہر سیالکوٹ محلہ اراضی یعقوب خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد:- فضل احمد ولد نواب خان قوم جٹ باجوہ سکنہ تلونڈی عنایت خاں محرر ڈسٹرکٹ بورڈ و سکرٹری وصایا سیالکوٹ بقلم خود

ملـ۱۳۵ ام :- منکہ محمد الدین عرف منشی ولد باغ ارائیں عمر ۰ہ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن بھٹیاں ڈاک خانہ کاہنوداں تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{۱۲}{۳۴}$ ۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی دو کنال موروثی تخمیناً -/۵۰ روپیہ اراضی بیع دو کنال قیمتی -/۵۰ مکان خام قیمتی -/۷۰ مال مویشی -/۱۰۰ اس جائداد کے علاوہ میں نے مبلغ -/۲۰۰ روپیہ کی زمین رہن بھی لی ہوئی ہے۔ میری کل جائداد کی قیمت مبلغ -/۴۷۰ روپیہ ہے۔ اگر میری وفات پر مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ اور کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم $\frac{۱۲}{۳۴}$ ۲۹ العبد:- محمد الدین عرف منشی ساکن بھٹیاں مذکور نشان انگوٹھہ۔ گواہ شد:- سکندر علی پنشنر مدرس ہائی سکول قادیان بقلم خود گواہ شد:- حکیم عطا محمد قادیان بقلم خود

ملـ۱۳۶ ام :- منکہ مسمات نور بھری بیوہ ملک دین مرحوم قوم لودھے عمر تقریباً ۸۰ سال تاریخ بیعت سال ۱۹۳۱ء ساکن چک ۷۹ شمالی ڈاکخانہ سرگودہا ضلع شاہپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{۳}{۳۴}$ ۱۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت صرف زیور گوکھرو نقرئی قیمتی چالیس روپیہ اندازاً ہے۔ جس کا تہائی حصہ میری وفات کے بعد حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیا جائے اگر میری وفات کے وقت کوئی اور جائداد منقولہ یا غیر منقولہ میری موجود ہو۔ تو اس کے بھی ایک تہائی حصہ

(رجسٹرڈ) حب اٹھرا

اندھیرے گھر کا چراغ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی موذی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ معین الصحت نے استادی المکرم حضرت نور الدین شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ حب اٹھرا مولانا استادی المکرم نور الدین شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے۔ اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت، تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کیلئے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے منگوا کر استعمال کرا کر قدرت خدا کا مشاہدہ کریں۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکدم منگوانے پر للعہ علاوہ محصول۔ نصف منگوانے پر صرف محصول معاف

نوٹ:- ہمارے دواخانہ میں ہر قسم کے مجرب ادویہ برائے امراض زنانہ و مردانہ بچوں اور آنکھوں کے لئے تیار ملتے ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیماری کا مفصل حال تحریر کیا جائے۔

المشتہر:- حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

ہومیوپیتھک بہترین طریقہ علاج ہے

ہومیوپیتھک ادویات بمقابلہ دیگر ادویات کے بے حد مجرب ثابت ہوئی ہیں۔ مایوس العلاج مریض بفضل خدا شفا پاتے ہیں۔ شافی خدا ہے۔

ایم۔ اتیچ۔ احمدی چتوڑ گڈھ میواڑ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

دانتوں کی بیماریاں

عرصہ بیس سال کی تجربہ شدہ دانتوں کی ہر بیماری گندے اور خراب دانتوں مسوڑوں کا بہترین علاج خون اور پیپ کیلئے اکسیر چیز ہے۔ پائیوریا کے جراثیم کو ہلاک کرکے دانتوں کو ہر بیماری سے محفوظ رکھنے والی ادویات کا باقاعدہ استعمال شروع کردیں۔ ڈنٹل کریم۔ ڈنٹل لوشن ۸ر ڈنٹل لوشن ۸ر ڈنٹل پوڈر ۸ر ڈنٹل پوڈر ۸ر تمام ادویات کی قیمت عہ۔ والسلام فقیر احمد خاں احمدی حکیم حاذق ماہر امراض دندان جالندھر چھاؤنی

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کردینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔ قیمت معہ محصول ؎ صرف

مینیجر شفاخانہ ولیپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ریاست کپورتھلہ کے قصبات پھگواڑہ۔ سلطان پور لودھی۔ وغیرہ میں ۲۲ اپریل کو تعزیوں کے جلوس کے سلسلہ میں سخت ہنگاموں کا برپا ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ مسلمان چاہتے تھے کہ پیپل کی شاخوں کو کاٹ دیا جائے۔ تاکہ علم کا جلوس بآسانی گذر جائے۔ لیکن ہندوؤں کو یہ منظور نہ تھا۔ آٹھ صد سے زائد مسلمان گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ ایک ہندو پولیس افسر نے مستورات کے جلوس پر بھی لاٹھی چلائی۔ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

مسٹر شنکرن نائر ۲۴ اپریل کو مدراس میں فوت ہو گئے۔ آپ ماڈریٹ لیڈر تھے۔ مدراس ہائی کورٹ کے جج بھی رہے۔ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر بھی رہ چکے ہیں۔ مگر مارشل لاء کے ایام میں بطور پروٹسٹ اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے آپ سائمن کمیشن کی ہندوستانی کمیٹی کے چیئرمین رہے ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۸۵۷ء کی تھی۔

گورنمنٹ گزٹ میں ۲۴ اپریل کو اعلان کر دیا گیا ہے کہ حکومت ہند کے ہوم ممبر سر ہیری ہیگ کو سر میلکم ہیلی کی جگہ جو یکم دسمبر ۱۹۳۴ء سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ یو۔پی کا گورنر بنایا گیا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ سے سر ہنری کریک کو حکومت ہند کا ہوم ممبر مقرر کیا گیا ہے۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے جنرل سکرٹری نے ۲۴ اپریل کو اعلان کیا ہے۔ کہ گاندھی جی کے بیان اور سوراجیہ پارٹی کے قیام پر غور کرنے کے لئے ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس ۱۸، ۱۹ مئی کو بمقام پٹنہ قرار پایا ہے۔

پارچہ بافی کے کارخانجات بمبئی میں کام کرنے والے قریباً تیس ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے۔ کل ۸۲ کارخانوں میں سے ۴۷ بند ہو چکے ہیں۔ ہڑتالی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ دیگر کارخانجات بھی بند ہو جائیں۔ اور اس لئے پکٹنگ کرتے اور کارخانوں پر پتھر بھی پھینک رہے ہیں۔ پولیس کے ساتھ اسی وجہ سے کئی بار تصادم ہوا۔ اور لاٹھی چارج کی وجہ سے کئی مزدور زخمی ہوئے۔ اور گرفتاریاں بھی ہو رہی ہیں۔ یہ ہڑتال کسی خاص شکایت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ مزدوروں پر سرمایہ داروں کے مظالم کا سدباب کیا جائے۔

جاپان گورنمنٹ نے ٹوکیو سے ۲۴ اپریل کی اطلاع کے مطابق اعلان کیا ہے۔ کہ غیر ممالک سے چین میں جنگی ہوائی جہازوں اور دیگر اسلحہ جات کی درآمد کی بغیر پروٹسٹ جاپان اجازت نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اس سے مشرق کا امن خطرہ میں پڑ سکتا ہے۔ ہاں اسے غیر سیاسی امداد اور غیر سیاسی اقتصادی گفت وشنید پر کوئی اعتراض نہیں۔

دارالعوام میں ۲۳ اپریل کو سوال کیا گیا کہ ۱۹۳۰ء میں جن گڑھوالی قیدیوں کو بمقام پشاور سزا دی گئی تھی۔ کیا گورنمنٹ انہیں رہا کرنے کے لئے تیار ہے۔ وزیر ہند نے جواب میں کہا۔ کہ جو لوگ کورٹ مارشل کے ماتحت قید ہوتے ہیں۔ ان کی سزا معاف کرنے کے سوال پر کمانڈر انچیف وقتاً فوقتاً غور کرتے رہتے ہیں۔ اور میں ان کے کام میں مداخلت کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔ آٹھ قیدی رہا کئے بھی جا چکے ہیں۔

جرمن گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ اسے یقین ہے آئندہ جنگ ہوا میں لڑی جائے گی۔ اور اس لئے ضروری ہے کہ ہماری عمارتوں کی چھتیں "بم پروف" بنائی جائیں۔ مالکان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی عمارتوں کی چھتوں کو "بم پروف" بنوائیں جن لوگوں کے پاس اس کے لئے سرمایہ نہ ہو۔ انہیں حکومت نے اپنے پاس سے امداد دینے کا وعدہ کیا ہے۔

چٹاگانگ کے علاقہ میں تین گاؤں پر پچھلے دنوں اجتماعی جرمانہ کیا گیا تھا۔ کیونکہ ان میں سے ایک میں ایک انقلاب پسند مفرور گرفتار ہوا تھا۔ ۲۲ اپریل کی اطلاع کے مطابق حکومت کی طرف سے ان کو نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ اگر جرمانہ کی رقم ادا نہ کی گئی۔ تو ان کی جائدادیں قرق کر کے وصول کی جائے گی۔ چٹاگانگ کے ۲۵ ہزار نوجوانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ ۱۵ دن تک اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں۔

ترکی افواج کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ ان میں پوری طور پر اشتراکیت کا اثر پھیل گیا ہے۔ اور وہ کمال پاشا کی قیادت کو پسند نہیں کرتیں۔ اور اس کی جگہ سوویٹ طرز کی ایک جمہوریت قائم کرنی چاہتی ہے۔ جس سے کمال پاشا نے صاف انکار کر دیا ہے۔ کمال پاشا کے خلاف بغاوت کرانے کے الزام میں پانچ فوجی حکام گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اور ایک پوری بٹالین کو گرفتار کر کے دوسری بٹالین کا اس پر پہرہ پر لگا دیا گیا ہے۔

شہریار دکن نے سکندر آباد سے ۲۳ اپریل کی اطلاع کے مطابق سابق خلیفہ ترکی سلطان عبدالمجید کے الاؤنس کو چار صد سے پانصد پونڈ سالانہ کر دیا ہے۔

کپورتھلہ کے وزیر اعظم نے ۲۵ اپریل اخبارات کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ سلطان پور میں مسلمانوں نے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعزیہ کا جلوس ممنوعہ رقبہ سے لے جانے کی کوشش کی۔ جس پر انسپکٹر جنرل پولیس کے حکم سے گولی چلا دی گئی۔ ۲۰ اشخاص مجروح ہو گئے۔ جن میں سے دس ہلاک ہو گئے۔ پھگواڑہ میں ہندوؤں کے ہجوم پر جو مسلمانوں کے جلوس کو روکنے کے لئے جمع ہوا تھا۔ لاٹھی چارج کرنے والا سب انسپکٹر معطل کر دیا گیا ہے۔

بمبئی سے ۲۵ اپریل کی اطلاع مظہر ہے کہ احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہڑتالیوں نے جلوس نکالے۔ جن کی وجہ سے متعدد مقامات پر پولیس اور ہڑتالیوں میں سخت لڑائی ہوئی۔ جلسوں اور جلوسوں کی ممانعت کر دی گئی ہے اور ہڑتالیوں کے رہنماؤں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ ہڑتالیوں کی تعداد ساٹھ ہزار تک پہونچ چکی ہے۔ پولیس کی امداد کے لئے فوج طلب کی گئی ہے۔

مظفر نگر سے ۲۵ اپریل کی خبر مظہر ہے۔ کہ کل شام کو میرٹھ اور مظفر نگر کے درمیان بارش اور ژالہ باری کے ساتھ زبردست طوفان باد وباراں آیا۔ جس سے ۴ اشخاص ہلاک ہو گئے۔ بعض کارخانوں کی دیواریں منہدم ہو گئیں۔ پانی کا ایک تالاب دھماکے سے اڑ گیا۔ اور درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔

بھائی پرمانند صدر ہندو مہا سبھا نے ۲۵ اپریل کو ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں کمیونل ایوارڈ کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ اگر سوراجیہ پارٹی نے فرقہ وارانہ سوال کو سلجھانے کی کوشش کی۔ تو یہ اس کی سخت غلطی ہوگی۔ اگر اس پارٹی نے کمیونل ایوارڈ کی مخالفت کو بھی اپنے پروگرام میں شامل کر لیا۔ تو ہندو مہا سبھا اس کے ساتھ تعاون کرے گی

مہاجن کانفرنس کا اٹھارواں اجلاس نور پور ضلع کانگڑہ میں ۲۲ اپریل کو شروع ہوا۔ جس میں صدر کانفرنس نے کہا۔ کہ اس پیشہ میں کوئی فائدہ نہیں رہا۔ بلکہ جان کا خطرہ رہتا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ ساہوکارہ کو بطور پیشہ ترک کر دیا جائے۔

سکھ مشنری کانفرنس کا اجلاس ۲۳ اپریل کو زیر صدارت پروفیسر جودھ سنگھ ایم۔ اے لاہور میں منعقد ہوا۔ خطبہ صدارت میں بیان کیا گیا۔ کہ سکھ مشنری پیدا کرنے کے لئے جو انسٹی ٹیوشن جاری کی گئی تھی۔ وہ ناکام رہی ہے اس لئے اب یہ کام خالصہ کالج کے منتظمین کے سپرد کر دینا چاہیئے۔

احمد آباد سے ۲۵ اپریل کی خبر ہے کہ عدم ادائیگی ٹیکس کی وجہ سے بعض ضبط شدہ اراضی ایک مقامی مسلمان نے خرید کی تھیں جسے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ دو ہندو اس سلسلہ میں گرفتار کئے جا چکے ہیں۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی